S-2003-5-712-715

عدالت عظمیٰ رپوٹس **2033** ایس یو پی پی **5** ایس سی آر

دی ھائی کورٹ آف ایمپلائز ایسوسی ایشن، کلکته اور دیگران
بنام۔
ریاست مغربی بنگال اور دیگران

18 نومبر 2003

ایس راجیند ربابو، ڈی ایم دھرمادھیکاری اور جی پی ماتھور، جسٹسز۔

آئین ہند 1950:

آرٹیکل (2)229 -کلکتہ عدالت عالیہ سروس قواعد کا مسودہ- گورنر کی طرف سے منظوری -عدالت عالیہ کے ملازمین-تنخواہ کے پیمانے پر نظر ثانی - چیف جسٹس کی طرف سے منظور شدہ قواعد کا مسودہ گورنر کی منظوری کے لیے بھیج دیا گیا- ریاستی حکومت گورنر کی منظوری کے لیے قواعد کے مسودے کی سفارش نہیں کر رہی ہے-منعقد، گورنر، آرٹیکل (2)229 کے تحت منظوری دینے سے انکار کرنے کا اختیار رکھتا ہے، بشرطیکہ اس کی "بہت اچھی وجہ" ہو- ریکارڈ ریاستی حکومت اور چیف جسٹس کے درمیان کافی حد تک خیالات کے تبادلے کا انکشاف کرتا ہے لیکن اتفاق رائے کی کمی کی وجہ سے معاملہ حل نہیں ہوا ہے-حکومت کو حکومت کی خصوصی نوعیت کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔ عدالت عالیہ میں کیا گیا کام جس کی صرف چیف جسٹس اور ان کے ساتھی ہی واقعی تعریف کر سکتے ہیں-اس لیے، ججوں اور منتظمین پر مشتمل ایک خصوصی تنخواہ کمیشن چیف جسٹس کے ذریعے حکومت کے مشورے سے تشکیل دیا جائے گا تا کہ وہ رپورٹ تیار کرے اور ایسی رپورٹ موصول ہونے پر، چیف جسٹس اور حکومت عدالت عالیہ کے ملازمین کے لیے مقرر کیے جانے والے تنخواہوں کے پیمانے کے حوالے سے ایک مناسب فارمولہ تیار کریں۔

عدالت عظمیٰ ایمپلائز ویلفیئر ایسوسی ایشن بنام یونین آف انڈیا (1989) 4 ایس سی سی 187؛ ایم گرومورتی بنام اکاؤنٹنٹ جنرل، آسام اور ناگالینڈ، (1971) 2 ایس سی سی 137 اور ریاست اے پی بنام ٹی گوپال کرشنن مورتی، (1976) 2 ایس سی سی 883، پر انحصار کیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1999 کی تحریری درخواست (سی) نمبر 134۔

(ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت)۔

درخواست گزاروں کے لیے محترمہ اندرا ساہنی۔

جواب دہندگان کے لیے تاراچندر شرما، جی ایس چٹرجی اور سومناتھ مکھرجی۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

موجودہ تحریری درخواست میں مغربی بنگال کے گورنر کی طرف سے آئین کے آرٹیکل (2)229 کے تحت کلکتہ عدالت عالیہ سروسز قواعد 1998 کے مسودے کو منظوری دینے سے انکار کو چیلنج کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مختصر حقیقت اس طرح ہے:-

1995 میں، حکومت مغربی بنگال نے چوتھا تنخواہ کمیشن مقرر کیا، جس کی شرائط میں کلکتہ عدالت عالیہ کے ملازمین شامل تھے۔ عدالت عالیہ کے ملازمین نے چیف جسٹس سے آرٹیکل 229 کے تحت اپنے اختیارات کے استعمال کی درخواست کی۔ اس کے مطابق تین ججوں کی کمیٹی مقرر کی گئی۔ دریں اثنا، حکومت مغربی بنگال نے پے کمیشن کے مقاصد کے لیے ملازمین کے بارے میں معلومات کے لیے عدالت عالیہ کے رجسٹرار سے رابطہ کیا۔ رجسٹرار نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس مقصد کے لیے پہلے ہی ایک کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے۔ تھری جج کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی لیکن آرٹیکل 229 کی شق (2) کی روشنی میں اپنی سفارشات کے نفاذ کے بارے میں شکوک وشبہات کا اظہار کیا۔

مکمل عدالت کی قرارداد کے مطابق، ایک پانچ ججوں کی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کی طرف سے تجویز کردہ قواعد کے مسودے کو چیف جسٹس نے منظور کیا اور اسے گورنر کی منظوری کے لیے بھیج دیا گیا۔

ریاستی حکومت نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ گورنر کی منظوری کے لیے مذکورہ ڈرافٹ قواعد کی سفارش نہیں کر سکتی کیونکہ:-

(1) آرٹیکل (2)229 کے تحت نئے عہدوں کی تخلیق کا تصور نہیں کیا گیا ہے۔

(2) عدالت عالیہ کے ملازمین کو عدالت کے علم اور رضامندی کے ساتھ چوتھے تنخواہ کمیشن کے حوالہ کے لحاظ سے پہلے ہی شامل کیا جا چکا ہے۔

(3) یہ غیر منصفانہ عدم مساوات اور انتظامی مسائل پیدا کرے گا۔

(4) مالی عدم استحکام۔

لہذا درخواست گزاروں نے آرٹیکل 32 کے تحت اس طرح کے انکار کو چیلنج کرتے ہوئے ایک تحریری درکواست دائر کی ہے۔

کارروائی کے زیرالتواء ہونے کے دوران دونوں فریقوں کے درمیان مذاکرات ہوئے۔ چیف جسٹس اور ریاستی حکومت نے اس معاملے پر کئی بار بات چیت کی۔ تاہم ریاستی حکومت نے مالی معذوری کی بنیاد پر تحفظات کا اظہار کیا۔

لہذا اتفاق رائے نہ ہونے کی وجہ سے یہ معاملہ حل نہیں ہوا ہے۔

آرٹیکل (2)229 کے مقصد اور دائرہ کار پر اس عدالت نے متعدد مقدمات میں تبادلہ خیال اور وضاحت کی ہے۔ ایم گرومورتی بنام اکاؤنٹنٹ جنرل، آسام اور ناگالینڈ، (1971) 2 ایس سی سی 137 میں، یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ گورنر کی منظوری لینا ضروری ہے کیونکہ مالیات حکومت کے ذریعے فراہم کی جانی چاہیے اور جس حد تک کوئی شمولیت یا اخراجات ہیں، حکومت

کو اس کی منظوری دینی ہوگی۔ لہذا، گورنر کی منظوری آرٹیکل 229 کے تحت چیف جسٹس کے اختیار سے مستثنی ہے۔ یہ مزید منعقد ہوا ریاست اے پی بنام ٹی گوپال کرشنن مورتی، (1976) 2 ایس سی سی 883، کہ آرٹیکل 229 کے تحت گورنر کی طرف سے منظوری محض ایک رسمی حیثیت نہیں ہے۔

عدالت عظمیٰ ایمپلائز ویلفیئر ایسوسی ایشن بنام یونین آف انڈیا (1989) 4 ایس سی سی 187 کے معاملے میں، یہ فیصلہ دیا گیا کہ "نہ صرف چیف جسٹس کو قواعد کی تشکیل پر اپنا ذہن لگانا پڑتا ہے بلکہ حکومت کو بھی چیف جسٹس کے ذریعے بنائے گئے قواعد کی منظوری کے سوال پر اپنا ذہن لگانا پڑتا ہے۔ اس شرط کو پورا کیا جانا چاہیے اور ایسا لگتا ہے کہ حکومت اور چیف جسٹس دونوں کے ریکارڈ سے اس طرح پورا ہوا ہے۔ ذہن کے اطلاق میں حکومت اور چیف جسٹس کے درمیان خیالات اور نظریات کا تبادلہ شامل ہوگا اور یہ انتہائی مطلوب ہے کہ دونوں کے درمیان اتفاق رائے ہو۔ چیف جسٹس آف انڈیا جیسے بہت اعلی معززین کے ذریعے بنائے گئے قواعد کو احترام کے ساتھ دیکھا جانا چاہیے اور جب تک منظوری نہ دینے کی بہت اچھی وجہ نہ ہو تب تک منظوری ہمیشہ دی جانی چاہیے۔"

فوری معاملے میں، گورنر کی طرف سے منظوری دینے سے انکار کی بنیادی وجہ حکومت کا مسودہ قواعد کے ذریعے عائد مالی بوجھ برداشت کرنے میں ناکامی کا دعوی رہا ہے۔ آرٹیکل (2)229 کے تحت گورنر کو منظوری دینے سے انکار کرنے کا اختیار حاصل ہے، بشرطیکہ اس کی "بہت اچھی وجہ" ہو، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چیف جسٹس اور ریاستی حکومت کے درمیان خیالات کا تبادلہ نہیں ہوا ہے۔ ریاستی حکومت اور چیف جسٹس کے درمیان 21.11.1998 سے شروع ہونے والا مراسلہ و کتابت کافی حد تک خیالات کے تبادلے کو ظاہر کرتا ہے۔ حکومت اور چیف جسٹس کے درمیان مذاکرات کے دوران دونوں فریقوں نے اس معاملے پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تاہم اجلاس کا کوئی مقام نہیں ہے۔

حکومت کو عدالت عالیہ میں کیے گئے کام کی خاص نوعیت کو ذہن میں رکھنا ہوگا جس کی صرف چیف جسٹس اور ان کے ساتھی ہی واقعی تعریف کر سکتے ہیں۔ اگر حکومت عدالت عالیہ کی ضروریات کو پورا نہیں کرنا چاہتی تو عدالت عالیہ کی انتظامیہ کو شدید بحران کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہذا ججوں اور منتظمین پر مشتمل ایک خصوصی تنخواہ کمیشن چیف جسٹس کے ذریعے حکومت کے مشورے سے تشکیل دیا جائے گا تاکہ وہ ایک رپورٹ تیار کرے اور اس طرح کی رپورٹ موصول ہونے پر چیف جسٹس اور حکومت اس مسئلے کو حل کریں اور عدالت عالیہ کے ملازمین کے لیے مقرر کیے جانے والے تنخواہوں کے پیمانے کے حوالے سے ایک مناسب فارمولہ تیار کریں۔ اس طرح کی کارروائی آج سے 6 ماہ کے اندر کی جائے۔

عدالت عالیہ یا حکومت سے رپورٹ موصول ہونے کے بعد اس درخواست کو درج کریں۔

آر۔ پی۔

معاملہ زیر التوا ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document